قَالَ تَعَالَىٰ:

﴿مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا۟ فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ﴾

[التوبۃ:۳۶]

اللہ کا مہینہ محرم

حرمت وعظمت • فضائل واحکام • بدعات ومنکرات

اعداد : ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ مدنی

ناشر

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، وبعد:

ماہ محرم ہجری سال کا پہلا مہینہ ہے، اسی سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے، یہ حرمت وتقدس والے چار مہینوں میں سے ایک ہے، جس کی حرمت وعظمت کا پاس ولحاظ رکھنا، اس سے متعلقہ احکام پر عمل کرنا اوران میں خصوصیت کے ساتھ ہر قسم کی شرکیات، بدعات وخرافات اور محرمات ومنکرات سے اجتناب واحتراز کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ آیئے کتاب وسنت کی روشنی میں اس مہینہ کی حرمت، اس کے فضائل ومسائل اوراس سے ملحق کردہ بدعات وخرافات کا جائزہ لیں۔

اولاً: ماہ محرم کی حرمت وعظمت:

1 اللہ کے یہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں چار حرمت والے ہیں:

محرم، رجب، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ ٱلشُّهُورِ عِندَ ٱللَّهِ ٱثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِى كِتَٰبِ ٱللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا۟ فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَٰتِلُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَٰتِلُونَكُمْ كَآفَّةً ۚ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾﴾ [التوبۃ:۳۶]۔

مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا ہے اس میں سے چار حرمت وادب کے ہیں۔ یہی درست دین ہے، تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔

اب ان چار مہینوں کی وضاحت کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: " الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلاَثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو القَعْدَةِ وَذُو الحِجَّةِ وَالمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ‘‘(بخاری۳۱۹۷،ومسلم۱۶۷۹)۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: زمانہ گھوم کر اپنی اسی حالت پر آچکا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا، سال میں بارہ مہینے ہیں، ان میں سے چار حرمت والے ہیں، تین مسلسل ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم، اور چوتھا مضر والوں کا رجب، جو جمادی (ثانیہ) اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

البتہ واضح رہے کہ آیت کریمہ کا معنیٰ یہ نہیں ہے کہ دیگر مہینوں میں ظلم وسرکشی اور گناہ کرنا روا ہے، بلکہ وہ تو ہمیشہ ہی حرام ہے، لیکن ان مہینوں میں اس کی سنگینی مزید بڑھ جاتی ہے، چنانچہ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے آیت کریمہ کی تفسیر میں قتادہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

’’إِنَّ الظُّلْمَ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ أَعْظَمُ خَطِيئَةً وَوِزْرًا مِنَ الظُّلْمِ فِيمَا سِوَاهَا، وَإِنْ كَانَ الظُّلْمُ عَلَى كُلِّ حَالٍ عَظِيمًا، وَلَكِنَّ اللَّهَ يُعَظِّمُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ‘‘(تفسیر طبری ۱۴/۲۳۸/۱۶۶۹۸)۔

حرام مہینوں میں ظلم وزیادتی دیگر مہینوں کے بالمقابل بہت بڑی اور سنگین ہوجاتی ہے، حالانکہ ظلم تو ہر حال میں سنگین ہی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے جس معاملہ کو چاہتا ہے عظمت والا بناتا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے:

’’...وَجَعَلَ الذَّنْبَ فِيهِنَّ أَعْظَمَ، وَالْعَمَلَ الصَّالِحَ وَالْأَجْرَ أَعْظَمَ‘‘ (تفسیر ابن کثیر ۴/۱۴۸)۔

اللہ تعالیٰ نے ان چار مہینوں میں گناہ کو بہت بڑا کردیا ہے، اور نیک عمل اور اس کے ثواب کو بھی عظیم تر کردیا ہے۔

نیز خود فرماتے ہیں:

’’نَهَى تَعَالَى عَنِ الظُّلْمِ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ، وَإِنْ كَانَ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ مَنْهِيًّا عَنْهُ، إِلَّا أَنَّهُ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ آكَدُ‘‘(تفسیر ابن کثیر،۱/۵۴۵)۔

اللہ تعالیٰ نے حرام مہینوں میں ظلم سے منع فرمایا ہے، حالانکہ ظلم تو پورے سال ہی میں منع ہے، البتہ حرام مہینوں میں مزید تاکیدی طور پر منع ہے۔

۲ ’’چار مہینوں کی حرمت‘‘ کا مفہوم:

علامہ عبدالرحمن بن ناصر سعدی فرماتے ہیں:

انہیں حرمت والا اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کی حرمت وعظمت زیادہ ہے اور ان میں قتال حرام ہے۔(تیسیر الکریم الرحمن ص:۳۳۶)۔

نیز اس کی دوٹوک وضاحت خود آیت کریمہ کے سیاق میں موجود ہے، کہ اللہ نے فرمایا:’’ان میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو‘‘یعنی ظلم وزیادتی، گناہوں ومعاصی اور قتل وغارتگری وغیرہ کرکے اپنے آپ پر ظلم نہ کرو، کہ ان مہینوں کی حرمت کا پاس ولحاظ رکھنا ہی ٹھوس دین ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان مہینوں کا ادب واحترام عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی کیا کرتے تھے‘ان کی اکثریت کا یہی عقیدہ تھا، البتہ ان میں کچھ لوگ تھے جنہیں ’’نَسَئ‘‘ کہا جاتا تھا، وہ شدت برتتے تھے‘ سال کے آٹھ مہینوں کو حرام سمجھتے تھے۔(تفسیر ابن کثیر ۴/۱۴۸)۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

’’حُرُم‘‘ حرام کی جمع ہے، یعنی ان مہینوں میں قتال اور لڑائی وغیرہ حرام ہے۔(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۲۱/۱۴۹)۔

یہی وجہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنی تمام تر سفاکیت کے باوجود حرام مہینوں میں کسی سے تعرض نہیں کرتے تھے، چنانچہ احمد ابراہیم الشریف لکھتے ہیں:

’’وكان الرجل لو لقي قاتل أبيه في الشهر الحرام أو في الحرم لم يتعرض

لہ ''(مکۃ والمدینۃ فی الجاہلیۃ وعہد الرسول ﷺ، ص ۱۶۲، نیز دیکھئے: أسواق العرب فی الجاہلیۃ والاسلام، از سعید بن محمد افغانی، ص: ۷۰)۔

اگر آدمی کو حرام مہینہ یا حرم میں اپنے باپ کا قاتل مل جاتا تو بھی وہ اس سے تعرض نہیں کرتا۔

دراصل یہ چیز اہل جاہلیت کے یہاں دین ابراہیمی کے باقیات میں سے تھی۔

۳ ماہ محرم کی وجہ تسمیہ:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ محرم کی وجہ تسمیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

علم الدین سخاوی کہتے ہیں کہ: محرم کا نام محرم اس لئے ہے کہ وہ حرام مہینہ ہے، لیکن میرے نزدیک یہ ہے کہ اس کی حرمت کی تاکید کے لئے اس کا نام محرم رکھا گیا ہے، کیونکہ عرب کے لوگ اسے آگے پیچھے کیا کرتے تھے، ایک سال اسے حلال سمجھتے تھے اور ایک سال حرام۔ (تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۱۴۶)۔

۴ حرمت کا معنیٰ اور اس کے پاس ولحاظ کی اہمیت:

حُرمت: ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو محترم ہو، اور اسے پامال کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہو، اسی قبیل سے تمام گناہ ومعاصی بھی ہیں جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے، اسی طرح حرمت اسے بھی کہتے ہیں جسے انجام دینا واجب اور اس میں کوتاہی کرنا حرام ہو۔

علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

'' وَالْحُرْمَةُ: مَا مَنَعَ الشَّرْعُ مِنَ انْتِهَاكِهِ ''(فتح القدیر للشوکانی ۱/ ۲۲۱)۔

حرمت اسے کہتے ہیں جسے پامال کرنے سے شریعت نے منع کیا ہو۔

علامہ سعدی فرماتے ہیں:

'' كل شيء يحترم من شهر حرام، أو بلد حرام، أو إحرام، أو ما هو أعم من ذلك، جميع ما أمر الشرع باحترامه ''(تیسیر الکریم الرحمن، ص: ۸۹)۔

حرمت: ہر محترم چیز کو کہتے ہیں خواہ وہ ماہ حرام ہو، یا شہر حرام، یا احرام، یا اس سے بھی عام معنیٰ، یعنی وہ تمام چیزیں شریعت نے جس کے احترام کا حکم دیا ہو۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں: ''يعني مَعَاصِي اللَّهِ وَمَا نَهَى عَنْهُ، وَتَعْظِيمُهَا تَرْكُ مُلَابَسَتِهَا'' (تفسیر البغوی ۵/ ۳۸۳، نیز دیکھئے: تفسیر ابن کثیر ۵/ ۴۱۹)۔

حرمت: یعنی اللہ کی نافرمانیاں اور منع کردہ امور، اور ان کی تعظیم کا معنیٰ یہ ہے کہ اس میں نہ پڑا جائے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''والصواب أن الحرمات تعم هذا كله، وهي جمع (حرمة) وهي ما يجب احترامه وحفظه، من الحقوق، والأشخاص، والأزمنة، والأماكن، فتعظيمها توفيتها حقها، وحفظها من الإضاعة'' (مدارج السالکین ۲/ ۷۴)۔

صحیح بات یہ ہے کہ حرمتوں میں مذکورہ تمام باتیں شامل ہیں، حرمات حرمت کی جمع ہے، اور حرمت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کا احترام اور اس کی حفاظت واجب ہو، خواہ حقوق ہوں، اشخاص ہوں، یا جگہیں ہوں، اور ان کی تعظیم کا معنیٰ یہ ہے کہ انہیں پورا پورا حق دیا جائے اور انہیں پامال ہونے سے بچایا جائے۔

اور حرمتوں کا پاس ولحاظ اور اس کی تعظیم اللہ کی تعظیم کا حصہ اور تقویٰ وللہیت اور خیر وبھلائی کی دلیل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَٰتِ ٱللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ ۗ﴾ [الحج:۳۰]۔

یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لئے اس کے رب کے پاس بہتری ہے۔

﴿ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَٰٓئِرَ ٱللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى ٱلْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾﴾ [الحج:۳۲]۔

یہ سن لیا اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں کی جو عزت وحرمت کرے اس کے دل کی پرہیز گاری کی وجہ سے یہ ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُحِلُّوا۟ شَعَٰٓئِرَ ٱللَّهِ وَلَا ٱلشَّهْرَ ٱلْحَرَامَ وَلَا ٱلْهَدْىَ وَلَا ٱلْقَلَٰٓئِدَ﴾ [المائدۃ:۲]۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو نہ ادب والے مہینوں کی نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جا رہے ہوں۔

اسی طرح ارشاد ہے:

﴿ٱلشَّهۡرُ ٱلۡحَرَامُ بِٱلشَّهۡرِ ٱلۡحَرَامِ وَٱلۡحُرُمَٰتُ قِصَاصٞۚ فَمَنِ ٱعۡتَدَىٰ عَلَيۡكُمۡ فَٱعۡتَدُواْ عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا ٱعۡتَدَىٰ عَلَيۡكُمۡ﴾ [البقرۃ:۱۹۴]۔

حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کے بدلے ہیں اور حرمتیں ادلے بدلے کی ہیں جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی کے مثل زیادتی کرو جو تم پر کی ہے۔

اسی قبیل سے ایک مومن کی جان و مال اور آبرو کی حرمت بھی ہے، جو کعبہ سے بھی عظیم تر ہے، ملاحظہ فرمائیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَقَالَ:" مَرْحَبًا بِكِ مِنْ بَيْتٍ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَلَلْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللهِ مِنْكِ، إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مِنْكِ وَاحِدَةً وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثًا: دَمَهُ، وَمَالَهُ، وَأَنَ يُظَنَّ بِهِ ظَنَّ السَّوْءِ"(شعب الایمان بیہقی (۹/۷۵، حدیث ۶۲۸۰، دیکھئے: الصحیحہ /۱۲۴۸، حدیث ۳۴۲۰)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کی جانب نگاہ اُٹھائی اور فرمایا: ''تجھے اللہ کا گھر ہونا مبارک ہو، تو کس قدر عظمت والا ہے اور تیرا ادب و احترام کس قدر عظیم ہے، لیکن ایک مومن کی حرمت اللہ کے یہاں تجھ سے بھی بڑھ کر ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے محض ایک پہلو سے محترم بنایا ہے، جبکہ ایک مومن کو تین پہلوؤں سے حرمت والا قرار دیا ہے: اس کی جان، اس کا مال اور یہ کہ اس کے بارے میں بدگمانی رکھی جائے (یعنی اس کی آبرو پامال کی جائے)''۔

ثانیاً: ماہ محرم کے فضائل واحکام:

1 ماہ محرم کی فضیلت:

مذکورہ آیت وحدیث سے حرام مہینوں کی حرمت وفضیلت نمایاں ہے، اوران میں ماہ رمضان کے بعد ماہ محرم سب سے زیادہ فضیلت والا مہینہ ہے، چنانچہ حافظ ابن رجب نے حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سال کا آغاز واختتام حرام مہینہ سے کیا ہے، اس لئے ماہ رمضان کے بعد اللہ کے یہاں محرم سے زیادہ عظمت والا مہینہ کوئی نہیں، اس کی شدید حرمت کے سبب اسے ''شهر الله الأصم'' (اللہ کا گونگا مہینہ) کہا جاتا تھا''۔ (لطائف المعارف، ص: ۳۴)۔

اس سلسلہ میں ایک روایت امام نسائی نے سنن کبری میں نقل فرمائی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الرِّقَابِ أَزْكَى؟ وَأَيُّ اللَّيْلِ خَيْرٌ؟ وَأَيُّ الْأَشْهُرِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ لِي:"أَزْكَى الرِّقَابِ أَغْلَاهَا ثَمَنًا، وَخَيْرُ اللَّيْلِ جَوْفُهُ، وَأَفْضَلُ الْأَشْهُرِ شَهْرُ اللهِ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُحَرَّمَ''۔

(السنن الکبری للنسائی (۴/ ۲۳۳، حدیث ۴۲۰۲) نیز دیکھئے: جامع المسانید ۱۶/ ۱۱۴، حدیث ۱۲۲۷۱)، و(مسند احمد، ۳۵/ ۴۴۰) والتاریخ الکبیر للبخاری (۲/ ۴۵/ ۱۶۳۵)۔

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: سب سے بہتر غلام کون سا ہے؟ سب سے بہتر رات کونسی ہے؟ اور سب سے افضل مہینہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: سب سے بہتر غلام وہ ہے جو سب سے قیمتی ہو، اور رات کا بہترین حصہ درمیانی حصہ ہے، اور سب سے افضل مہینہ اللہ کا وہ مہینہ جسے تم محرم کہتے ہو۔

حافظ ابن رجب فرماتے ہیں:

یہ مطلق حدیث رمضان کے بعد پر محمول ہے۔ (لطائف المعارف، ص: ۳۴)۔

اس مہینہ کی فضیلت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے شرفیاب ہے، چنانچہ حافظ

ابن رجب فرماتے ہیں:

اس مہینہ کو اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ کا مہینہ کہا ہے، یہ نسبت اس کے شرف وفضیلت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص مخلوقات کو ہی اپنی طرف منسوب فرماتا ہے، محمد ﷺ، ابراہیم، اسحاق، یعقوب، اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو اپنی عبدیت کی طرف منسوب کیا ہے اسی طرح اپنے گھر کعبہ اور صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ (لطائف المعارف، ص ۳۶)۔

۲ ماہ محرم کے روزوں کی فضیلت:

اس ماہ کے روزہ کی فضیلت یہ ہے کہ اس کا روزہ ماہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''أَفْضَلُ الصَّلَاةِ، بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ، صِيَامُ شَهْرِ اللهِ الْمُحَرَّمِ'' (صحیح مسلم ۲/۸۲۱، حدیث ۱۱۶۳)۔

فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (قیام اللیل) ہے، اور رمضان کے بعد سب سے فضیلت والا روزہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے۔

۳ یوم عاشوراء کا روزہ اور اس کی حکمت:

اس مہینہ کی ایک خاص فضیلت یہ ہے کہ اس میں یوم عاشوراء ہے جس میں حق کو باطل پر فتح مبین حاصل ہوئی تھی، یعنی موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو نجات ملی تھی اور فرعون اور فرعونیوں کو اللہ نے غرقاب کر دیا تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ المَدِينَةَ فَرَأَى اليَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ:"مَا هَذَا؟"، قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ مُوسَى، قَالَ:"فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ"، فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ''۔ (صحیح البخاری ۳/۴۴، حدیث

۲۰۰۴)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا، پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ بڑا اچھا دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات عطا فرمائی تھی، لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حقدار ہیں'' چنانچہ آپ نے خود روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اور صحیحین کی دوسری روایت میں ہے:

''قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ، وَهُوَ يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى، وَأَغْرَقَ آلَ فِرْعَوْنَ، فَصَامَ مُوسَى شُكْرًا لِلَّهِ''۔

(صحیح بخاری ۴/ ۱۵۳، حدیث ۳۳۹۷، وصحیح مسلم ۲/ ۷۹۶، حدیث ۱۱۳۰)۔

کہ انہوں نے کہا: یہ بڑا عظمت والا دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی اور آل فرعون کو غرقاب کر دیا تھا، لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے شکریہ میں روزہ رکھا تھا۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا اليَوْمَ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ'' (صحیح بخاری ۳/ ۴۴، حدیث ۲۰۰۶)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی روزہ کے دن کی جستجو کرتے ہوئے نہیں جسے آپ نے دوسرے دن پر فضیلت دی ہو، سوائے اس دن یعنی یوم عاشوراء کے، اور اس مہینہ یعنی ماہ رمضان کے۔

۴ یوم عاشوراء کی تاریخ:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جاہلیت میں قریش کے لوگ عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ بھی اسلام سے قبل یہ روزہ رکھتے تھے، مدینہ آئے تو بھی یہ سلسلہ جاری رہا، البتہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بعد عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا، لہٰذا جو چاہے رکھے جو چاہے نہ رکھے۔ (بخاری ۳/ ۴۴، حدیث ۲۰۰۲)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت ہی سے یہ دن اور اس کا تقدس عربوں کے یہاں معروف تھا، اور اس دن وہ اہم اور مبارک کاموں کو انجام دیا کرتے تھے، مثلاً اس دن وہ کعبہ کو غلاف پہنایا کرتے تھے، جیسے آج یوم عرفہ کو غلاف پہنایا جاتا ہے، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا یوم عاشوراء کے بارے میں فرماتی ہیں:

''كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الكَعْبَةُ''۔ (صحیح بخاری ۲/ ۱۴۸، حدیث ۱۵۹۲)۔

رمضان کی فرضیت سے پہلے لوگ عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، اور یہی دن تھا جس دن خانۂ کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا تھا۔

۵ صوم عاشوراء کا حکم:

اہل علم کے صحیح قول کے مطابق ہجرت کے بعد شروع میں صوم عاشوراء واجب تھا، کیونکہ عاشوراء کے روزہ کا حکم متعدد احادیث میں ثابت ہے، چنانچہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ: " أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ: أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ اليَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ''۔ (صحیح بخاری ۳/ ۴۴، حدیث ۲۰۰۷)۔

کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلۂ اسلم کے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دے: کہ جس نے کھانا کھالیا ہے وہ بقیہ دن روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا ہے وہ نہ کھائے، بلکہ

روزہ رکھے، کیونکہ آج عاشوراء کا دن ہے۔

لیکن صوم عاشوراء کا یہ وجوب ایک ہی سال رہا، یعنی سنہ دو ہجری کے آغاز میں، پھر اسی سال رمضان کے روزوں کی فرضیت ہوگئی تو اس کا وجوب منسوخ ہوگیا، صرف استحبابی حیثیت باقی رہی، جیسا کہ متعدد روایات سے واضح ہے۔

٦ عاشوراء کے روزہ کی فضیلت:

① ایک سال کے صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے:

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''أن رسول الله ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ: ''يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ'' قَالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ؟ فَقَالَ:''يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ''۔(صحیح مسلم ۲/۸۱۹ حدیث ۱۱۶۲)۔

کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ پچھلے سال اور اگلے سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے'' اور آپ سے عاشوراء کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو فرمایا: ''وہ پچھلے ایک سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔

واضح رہے کہ فضیلت کی اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث سے صرف صغیرہ گناہوں کی معافی ہوتی ہے، کبیرہ کی نہیں، جیسا کہ دلائل کی روشنی میں اہل سنت و جماعت کا موقف ہے، کیونکہ حدیثوں میں کبیرہ گناہ سے اجتناب کی شرط لگائی گئی ہے:

جیسا کہ ''مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ''(مسلم ۱/۲۰۹، حدیث ۲۳۳)۔

تا آنکہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ ہو۔

اور ''إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ''(مسلم ۱/۲۰۹، حدیث ۲۳۳)۔

بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔

اور ''مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً''(مسلم ۱/۲۰۶، حدیث ۲۲۸)۔

جب تک گناہ کبیرہ انجام نہ دے۔ سے واضح ہے۔

② نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا روزہ رکھا اور لوگوں کو رکھنے کی ترغیب دی، جیسا کہ متعدد احادیث میں ثابت ہے۔

③ صحابہ رضی اللہ عنہم اس روزہ کا اہتمام کرتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی رکھواتے تھے، چنانچہ ربیع بن معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''... فَكُنَّا، بَعْدَ ذَلِكَ نَصُومُهُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ، وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهَا إِيَّاهُ عِنْدَ الْإِفْطَارِ''۔ (صحیح مسلم ۲/۷۹۸، حدیث ۱۱۳۶)۔

چنانچہ عاشوراء کا روزہ ہم خود بھی رکھتی تھیں، اور اللہ کی مشیت سے اپنے چھوٹے بچوں کو بھی رکھواتی تھیں، اور مسجد جاتیں تو ان کے لئے اون کا کھلونا لے آتیں، جب ان میں سے کوئی کھانے کے لئے روتا تو اسے کھلونا دیدیا کرتیں یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔

④ یہ روزہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور آپ کے مومن ساتھیوں کی نجات جیسی اللہ کی نعمت کے شکریہ میں ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احقیت واولویت کی بنیاد پر اپنی سنت قرار دیا ہے۔

⑦ صوم عاشوراء کے آداب ومراتب:

عاشوراء دسویں تاریخ کو کہا جاتا ہے، جس کے روزہ کی مشروعیت کا تذکرہ ہوا، تاہم دلائل کی روشنی میں اس کے حسب ذیل مراتب ہیں:

① مستحب یہ ہے کہ دسویں کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھا جائے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''حِينَ صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "فَإِذَا كَانَ

الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ" قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ" (صحیح مسلم (۲/۷۹۷، حدیث ۱۱۳۴)۔

جب رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا، تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہود و نصاریٰ اس دن کی بڑی تعظیم کرتے ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ ہم نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے'' فرماتے ہیں: لیکن آئندہ سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

معلوم ہوا کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرتے ہوئے دسویں کے ساتھ نویں کا روزہ رکھنا بھی مشروع ہے۔

② اسی طرح مخالفت کی دوسری شکل یہ ہے کہ دسویں کے ساتھ گیارہویں تاریخ کا روزہ جائے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ، صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا، أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا''۔

(مسند احمد طبع الرسالہ ۴/ ۵۲، حدیث ۲۱۵۴، وسنن کبری بیہقی حدیث ۸۴۰۶، وشعب الایمان ۳۵۱۱، وصحیح ابن خزیمہ حدیث ۲۰۹۵)۔ اس حدیث کی تصحیح وتضعیف میں اہل علم کا اختلاف ہے، علامہ البانی اور مسند کے محققین نے اس کی تضعیف کی ہے، جبکہ مسند احمد کے محقق اور شارح علامہ احمد شاکر نے حسن قرار دیا ہے، (دیکھئے: مسند احمد طبعہ احمد شاکر ۲/ ۵۴۶، حدیث ۲۱۵۴)، نیز علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ کے سوء حفظ کے سبب اس (مرفوع) کی سند ضعیف ہے، جبکہ عطاء نے ابن عباس سے موقوفاً روایت کیا ہے اور اس کی سند طحاوی اور بیہقی کے یہاں صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن خزیمہ ۳/ ۲۹۰/ ۲۰۹۵)۔

یوم عاشوراء کا روزہ رکھو، اور اس میں یہودیوں کی مخالفت کرو، اس کے پہلے ایک دن روزہ رکھو، یا اس کے بعد ایک دن روزہ رکھو۔

③ اسی طرح مخالفت کی ایک تیسری شکل یہ ہے کہ دسویں کے ساتھ نویں اور گیارہویں دونوں تاریخوں کا روزہ رکھا جائے، جیسا کہ مذکورہ حدیث کی بعض روایتوں میں ''أَوْ'' (یا) کے بجائے ''وَ'' (اور) کا لفظ ہے، یعنی ایک دن پہلے اور ایک دن بعد کا روزہ رکھو۔ (اسے تنہا ابن ابی لیلیٰ نے روایت نہیں کیا

ہے، بلکہ صالح بن ابوصالح بن حی نے ان کی متابعت کی ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے، لہٰذا روایت قابل عمل ہے۔ دیکھئے: اِتحاف الخیرۃ المہرۃ (۳/۸۱/۲۲۲۵)، نیز دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز ۱۵/۳۹۹، و۴۰۲، ومجموع فتاوی ورسائل العثیمین ۲۰/۳۸، واسلام سوال وجواب للشیخ صالح المنجد فتویٰ ۱۲۸۴۲۳)۔

اس طرح صوم عاشوراء کے تین مراتب ہوئے: نویں و دسویں، دسویں وگیارہویں، اور نویں، دسویں اور گیارہویں، البتہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ افضل مرتبہ پہلا ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تمنا فرمائی تھی، اور زیادہ تر حدیثیں اسی بارے میں ہیں، واللہ اعلم۔

لیکن امام ابن القیم فرماتے ہیں: اکمل ترین مرتبہ نویں، دسویں اور گیارہویں کا ہے، اس کے بعد نویں دسویں کا، اور اس کے بعد صرف دسویں کا، رہا صرف نویں کا روزہ تو یہ احادیث وآثار کی کم فہمی کی دلیل ہے۔ (دیکھئے: زاد المعاد ۲/۷۲)۔

ثالثاً: ماہِ محرم کے بدعات ومنکرات:

شریعت اسلامیہ میں ماہ محرم کا مذکورہ باتوں کے علاوہ کسی چیز سے کوئی تعلق نہیں ہے، مگر افسوس کہ امت میں اہل بیت رسول سے محبت کے جھوٹے دعویدار روافض، اور ان کے خلاف عداوت کی دیوار کھڑی کرنے والے نواصب اور باطل پرستوں کے پروپیگنڈوں اور جہالت ولاعلمی کے سبب بدعات وخرافات کا اس قدر طوفان بپا ہوا کہ سنت وحقیقت کھو کر رہ گئی، اور بدعات ومنکرات نے ان کی جگہ لے لی، اِلا من رحم اللہ۔ ذیل میں کچھ بدعات ومنکرات کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱ غم واندوہ اور نوحہ وماتم کی بدعت (روافض):

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے نصف صدی بعد ۱۰/محرم ۶۱ھ بروز جمعہ نواسۂ رسول حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کا واقعہ پیش آیا (البدایۃ والنہایۃ ۸/۲۱۶)۔

شیعہ (روافض) نے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کو اس قدر بڑھاوا دیا کہ اسے اپنا مکمل دین وعقیدہ بنالیا، چنانچہ ہر سال محرم کے مہینہ کا آغاز ہونے سے پہلے ہی غم وماتم، سوگ، سیاہ کپڑوں، ماتمی جلوسوں، عزائی مجلسوں، کربلائی تقریروں، گھوڑوں، جھنڈوں، تعزیوں، حسین زندہ باد یزید مردہ باد

کے نعروں، نوحہ خانیوں اور سبیلوں، شربتوں کی تیاریاں ہونے لگتی ہیں!! اور پھر عاشوراء کے روز بلکہ پورے عشرہ میں وہ سارے کام کئے جاتے ہیں کہ اس مہینہ کی حرمتوں کو یکسر پامال کر دیا جاتا ہے!!

ظاہر ہے کہ ان چیزوں کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے نہ ماہ محرم اور عاشوراء سے کوئی تعلق، یہ سراسر بدعات وخرافات ہیں، کیونکہ عزاء اور سوگ کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ، تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا''۔(صحیح بخاری ۲/۷۸/۱۲۸۱)۔

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ منائے، سوائے شوہر کی وفات پر چار مہینہ دس دن کے۔

لہٰذا سوگ کی یہ مدت تمام لوگوں کے لئے ۱۳ محرم سنہ ۶۱ ھ کو، اور حسین رضی اللہ عنہ کی بیوی کے لئے ۲۰ / جمادی الاولیٰ سنہ ۶۱ ھ کو ختم ہو چکی ہے، اب کسی کے لئے حسین بن علی اور دیگر شہداء رضی اللہ عنہم ورحمہم کی موت پر غم منانا حلال نہیں!

بھلا کیا امت کے لئے شہادت حسین کا غم عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی شہادت بلکہ وفات رسول ﷺ کے غم سے بھی بڑھ کر ہے، بھلا کیا آل بیت رسول نے نبی کریم ﷺ اور حسین رضی اللہ عنہ کے لئے مشروع مدت کے بعد غم منایا ہے؟ آخر چودہ صدی پیشتر سے آج تک غم وماتم حسین کا یہ سلسلہ حکم رسول کی صریح مخالفت اور بدعت نہیں تو اور کیا ہے! اور پھر یہ غم وماتم کی بدعت تعزیہ، سبیل، نوحہ خوانی، اجلہ صحابہ پر تبرا وغیرہ کی بدعات کی آماجگاہ ہے، بنابریں یہ بدعت ہی نہیں' بدعت در بدعت ہے!!

رسول گرامی ﷺ کا ارشاد ہے:

''لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الخُدُودَ، وَشَقَّ الجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ''
(بخاری ۲/۸۱/۱۲۹۴)۔

جو رخساروں پر چانٹے مارے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی ہائے وائے پکارے (نوحہ کرے) وہ ہم میں سے نہیں۔

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ تعزیہ سے حاجت برابری کی دعا کی جاتی ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کی مصنوعی قبر بنا کر اس کا طواف کیا جاتا ہے جو سراسر شرک ہے۔ اور افسوس کہ ان بدعات وشرکیات میں روافض اور شیعہ حضرات کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ہمارے سنی کہلانے والے بھائی بھی شریک ہوتے ہیں، حالانکہ امام احمد رضا صاحب نے تعزیہ بنانا اور اسے پوجنا تو درکنار تعزیہ کو دیکھنے، اس پر چڑھائے ہوئے کھانے کو کھانے، محرم میں نوحہ ومرثیہ وغیرہ کو بصراحت بدعت، حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔ (دیکھئے: عرفان شریعت ۱/ ۱۵، ورسالہ تعزیہ داری ص، ۴، ۱۱، ۱۵، واحکام شریعت ۱/ ۷۱، بحوالہ رسومات محرم اور سانحۂ کربلا، از حافظ صلاح الدین یوسف ص ۲۱)۔

② شہادت حسین پر نوحہ وماتم کی تاریخ:

دراصل شہادت حسین پر نوحہ وماتم کی بدعت کا آغاز چوتھی صدی ہجری میں ہوا۔ سب سے پہلے ۳۵۱ھ میں معز الدولہ احمد بن بویہ دیلمی رافضی نے خلفاء ثلاثہ، اور معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہ پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور اس کے حکم سے بغداد کی مساجد کے دروازوں پر یہ عبارت لکھی گئی:

"لَعَنَ اللَّهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَلَعَنَ مَنْ غَصَبَ فَاطِمَةَ فَدَكَ - يَعْنُونَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَمَنْ أَخْرَجَ الْعَبَّاسَ مِنَ الشُّورَى - يَعْنُونَ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَمَنْ نَفَى أَبَا ذَرٍّ - يَعْنُونَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَمَنْ مَنَعَ دَفْنَ الْحَسَنِ عِنْدَ جَدِّهِ - يَعْنُونَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ" (البدایۃ والنہایۃ ۱۵/ ۲۵۵)۔

معاویہ بن ابی سفیان پر اللہ کی لعنت ہو، اور ابوبکر پر جس نے فاطمہ سے فدک چھینا، اور عمر پر جس نے عباس کو شوریٰ سے نکالا، اور عثمان پر جس نے ابوذر کو جلاوطن کیا، اور مروان بن حکم پر جس نے حسن کو اپنے دادا کے پاس دفنانے سے روکا۔ (استغفر اللہ والعیاذ باللہ)

جب اس رافضی کو معلوم ہوا کہ اہل سنت نے اس عبارت کو مٹا دیا ہے تو اس نے معاویہ کے نام کی صراحت اور بقیہ لوگوں کو بلا صراحت اہل بیت پر ظلم کرنے والوں کے نام سے لکھوایا۔

اسی طرح اس نے ۱۸ ذی الحجہ ۳۵۱ھ کو "عید غدیر خم" کے نام سے ایک عید منانے کا حکم دیا، صحراء

میں رافضیوں کو عید کی نماز بھی پڑھوائی، اور خوب ڈھول تاشے بجوائے، دراصل یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کی تاریخ ہے، جس کی خوشی میں یہ عید منائی جاتی ہے، اور آج روافض کے یہاں عید غدیر کا مرتبہ عیدین سے بھی اونچا ہے۔ (دیکھئے: تاریخ الطبری (۱۱/ ۴۰۰)، والمنتظم فی تاریخ الملوک والامم (۱۴/ ۱۵۱)، ومرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان (۲/ ۲۶۱)، والبدایۃ والنہایۃ (۱۱/ ۲۷۶) و(۱۱/ ۲۸۸)۔

اسی طرح اس شخص نے ۱۰/محرم ۲۵۲ھ کو حکم دیا کہ حسین کی شہادت کے غم میں دوکانیں، خرید و فروخت اور بازار بند کردیئے جائیں، اعلانیہ نوحہ کیا جائے، نوحہ کے لئے تیارہ کردہ خاص لباس پہنے جائیں اور عورتیں حسین کے ماتم میں بالوں کو بکھیر کر، چہروں پر کالک پوت کر، کپڑے پھاڑے ہوئے اور گالوں پر طمانچے مارتے ہوئے پورے شہر میں گھوم گھوم کر نوحہ اور بین کریں! رافضیوں نے ایسا ہی کیا، لیکن سنت اور اہل سنت کو اسے روکنے کی قدرت نہ تھی، کیونکہ شیعوں رافضیوں کی کثرت تھی اور بادشاہ ان کے ساتھ تھا۔ (دیکھئے: الکامل فی التاریخ ۷/ ۲۴۵)، والمختصر فی أخبار البشر (۲/ ۱۰۴)، وتاریخ ابن خلدون (۳/ ۵۲۷)، ومرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان (۲/ ۲۶۱)۔

اس طرح یہ بدعت رواج پا گئی، چنانچہ ۴۲۱ھ اور اسی طرح ۴۵۸ھ میں کرخیوں نے دس محرم کو نوحہ و ماتم کیا، لیکن دوسری مرتبہ عوام الناس کے اعتراض کے سبب صحابہ کو سب وشتم کرنے اور علانیہ بدعت کرنے والے کے حق میں کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا۔ (المنتظم فی تاریخ الملوک والامم (۱۵/ ۲۰۴)، والبدایۃ والنہایۃ (۱۶/ ۷)۔

اسی طرح مصر و قاہرہ کے علاقہ میں بھی یہ بدعت رواج پائی چنانچہ مستعلی (وفات ۴۹۵ھ) نے اپنے دور اقتدار میں خوب دھوم دھام سے عاشورہ کے روز نوحہ و ماتم کا اہتمام کیا، اور یہی وطیرہ المعز لدین اللہ تا العاضد تمام عبیدی فاطمی مغربی خلفاء کا تھا۔ (النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ (۵/ ۱۵۳)۔

۲ اجلاء صحابہ وصحابیات پر لعن طعن اور تبراء کے ذریعہ حرمتوں کی پامالی:

روافض کے آل بیت سے محبت کے نام نہاد دعویٰ کے ساتھ ان کی صحابہ دشمنی معروف ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی تمام مجالس سمیت عشرۂ محرم اور عاشوراء کی ماتمی محفلیں صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم کی تکفیر،

ان پر تبرا، لعنت، اور سب وشتم سے خالی نہیں ہوتیں، بنا بریں صحابہ کو برا بھلا کہنا رافضیت کی ایک علامت ہے، چنانچہ امام عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

''قُلْتُ لِأَبِي: مَنْ الرافضيّ؟ قال: الّذي يشتم رَجُلا مِنْ أَصْحَابِ رَسُول اللَّهِ ﷺ أو يتعرَّض لهم ما أراه على الإسلام''۔(تاریخ الاسلام از امام ذہبی ۱۸/۸۹)۔

میں نے اپنے والد سے پوچھا: رافضی کون ہے؟ فرمایا: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو گالی دے یا ان سے تعرض کرے، میں اسے مسلمان نہیں سمجھتا!

اوران کے مسائل میں ہے، فرماتے ہیں:

''قلت لأبي: من الرافضي؟ قَالَ :الَّذِي يسب أبا بكر وَعمر رضى الله عنهما''۔(مسائل الامام احمد روایۃ ابنہ عبداللہ، ص:۹۹)۔

میں نے اپنے والد سے پوچھا: رافضی کون ہے؟ فرمایا: جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی دے۔

چنانچہ کلینی نے ابوجعفر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تمام لوگ (صحابہ) مرتد ہو گئے تھے، سوائے تین لوگوں کے: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی کے''(الکافی ۸/۲۴۵، وقال المجلسی: حسن)۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ فرمان باری تعالیٰ:

﴿وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْيِ﴾ [النحل:۹۰]۔

میں فحشاء سے مراد ابوبکر، منکر سے مراد عمر اور بغی سے مراد عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔

اسی طرح مشہور شیعہ کتاب مفتاح الجنان میں ہے:

''اللهم صل علَى محمد وعلَى آل محمد، والعن صنمَيْ قريش وجِبتَيْهما وطاغوتَيْهما وابنتيهما ... إلخ''۔

اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما، اور قریش کے دو بتوں، اس کے دو شیطانوں اور طاغوتوں اور ان دونوں کی بیٹیوں پر لعنت فرما۔(نعوذ باللہ)۔

یعنی ابوبکر وعمر اور عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہم۔

اسی طرح عاشوراء کے روز یہ لوگ ایک کُتا لاتے ہیں اور اسے عمر کا نام دیتے ہیں، پھر اسے لاٹھی ڈنڈے اور پتھر سے مارتے ہیں یہاں تک کہ اس کی موت ہوجاتی ہے، پھر ایک بکری کا بچہ لاتے ہیں اور اسے عائشہ کا نام دیتے ہیں، پھر اس کے بالوں کو نوچتے اور جوتوں سے مارتے ہیں یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہوجاتی ہے!!

اسی طرح شیعہ حضرات ۹ ربیع الاول کو ایک عید مناتے ہیں' یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قاتل ابو لؤلؤ فیروز مجوسی کی عید ہوتی ہے، جسے انہوں نے بابا شجاع الدین کا لقب دیا ہے!!۔

اسی طرح خمینی صحابۂ کرام کی توہین کرتے ہوئے کہتا ہے:

''میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ موجودہ وقت میں ایران کی لاکھوں کی آبادی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اہل حجاز سے افضل ہے''۔(الوصیۃ السیاسیۃ: ص ۲۳). (تفصیل کے لئے دیکھئے: الشیعۃ ہم العدو فاحذرہم، از شحاتہ صقر، ص: ۳۰-۳۱)۔

اب سوال یہ ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۱ھ) کی ماتمی محفلوں میں ان صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم کو گالی دینے اور ان پر لعنت کرنے کا کیا وجہ جواز ہے' جو حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے برسوں پیشتر اس دنیا سے کوچ کر گئے تھے؟؟

۳ یزید پر لعنت بھیجنے کی بدعت:

اس مہینہ کی ایک بدعت یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجنے کی بھی ہے، کیونکہ اس کے دور میں حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جانکاہ سانحہ رونما ہوا، اسی طرح لعنت کرنے کے دیگر اسباب بھی بیان کئے جاتے ہیں، مثلاً وہ ظالم تھا، نمازوں کا تارک تھا، زنا اور شراب نوشی وغیرہ دیگر شہوتوں کا مرتکب تھا، نیز اس نے اپنی فوج کے لئے تین دنوں تک مدینہ کو مباح کر دیا تھا وغیرہ۔ جبکہ:

اولاً: یہ ساری باتیں جن راویوں سے مروی ہیں وہ عام طور پر کذاب، متروک اور رافضی عقیدہ کے راویان ہیں، جیسا کہ روایتوں کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے۔

ثانیاً: یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ تابعی ہے اور تابعیت کے عمومی شرف میں بزبان رسول ﷺ وہ

بھی شامل ہے۔

ثالثاً: یزید اور اس کے والد معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خصوصی فضیلت ومنقبت ثابت ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا ... وَأَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ''(صحیح بخاری ۴/۴۲/۲۹۲۴)۔

میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ کرے گا انہوں نے جنت واجب کر لی ہے...اور میری امت کا پہلا لشکر جو شہر قیصر (قسطنطنیہ) سے جنگ کرے گا ان کی مغفرت ہو چکی ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَمَنْقَبَةٌ لِوَلَدِهِ يَزِيدَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِينَةَ قَيْصَرَ''(فتح الباری لابن حجر ۶/۱۰۲)،و(۱۱/۷۷)۔

اس حدیث میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے سمندر میں جنگ کی، اور ان کے بیٹے یزید کی بھی فضیلت ہے کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے شہر قیصر سے جنگ کی۔

یہ سمندری جنگ معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ۲۸ھ میں اور قسطنطنیہ سے یزید نے سنہ ۵۳ھ میں کی، پہلی جنگ عثمان اور دوسری معاویہ رضی اللہ عنہما کے عہد میں ہوئی۔

رابعاً: یزید کے سلسلہ میں سب سے معتدل موقف وہ ہے جو علماء محققین کا ہے، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بل الْحق فِيهِ أَنه كَانَ ملكا من مُلُوك الْمُسلمين لَهُ حَسَنَات وَله سيئات، وَالْقَوْل فِيهِ كالقول فِي أَمْثَاله من الْمُلُوك، لَا نحبه وَلَا نسبه''(مختصر الفتاوی المصریۃ، ص ۲۱۰، نیز دیکھئے: مجموع الفتاوی ۴/۴۸۷)۔

یزید کے بارے میں حق یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا' اس کی نیکیاں بھی ہیں اور گناہ بھی، اس کے بارے میں وہی بات ہے جو اس جیسے دیگر لوگوں کے بارے میں، کہ ہم اس سے محبت کرتے ہیں نہ اسے گالی دیتے ہیں۔

اورامام ذہبی فرماتے ہیں:

''وَيَزِيْدُ مِمَّنْ لاَ نَسُبُّهُ وَلاَ نُحِبُّهُ، وَلَهُ نُظَرَاءُ مِنْ خُلَفَاءِ الدَّوْلَتَيْنِ، وَكَذَلِكَ فِي مُلُوْكِ النَّوَاحِي، بَلْ فِيْهِم مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ''(سیراعلام النبلاء ۴/۳۶)۔

یزیدان لوگوں میں سے ہے جسے ہم گالی دیتے ہیں نہ اس سے محبت کرتے ہیں، دونوں حکومتوں (یعنی بنوامیہ وبنوعباسیہ) میں اُس جیسے بہت سے لوگ گزرے ہیں، اسی طرح آس پاس کے ممالک کے بادشاہوں میں بھی، بلکہ ان میں تو اس سے کہیں زیادہ بدتر لوگ تھے۔

لہٰذا یزید پر لعنت کرنے کے بجائے ہمیں معتدل موقف اپنانا چاہئے، بالخصوص جبکہ معین شخص پر لعنت اہل سنت وجماعت کے موقف کے منافی بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

۴ فرحت ومسرت اورخوشی کی بدعت (نواصب):

ماہ محرم میں ایک بدعت روافض کی بدعت کے برعکس نواصب یعنی آل بیت رسول ﷺ کے خلاف عداوت ودشمنی کھڑی کرنے والوں کی ہے، یہ علی، حسین بن علی اور آل بیت رضی اللہ عنہم سے بغض وعناد رکھنے والے ہیں' ان میں اکثریت خوارج کی ہے، انہوں نے عاشوراء کوخوشی ومسرت کا دن بنالیا ہے' چنانچہ یہ اس دن نئے کپڑے پہنتے ہیں، سرمہ اور خضاب لگاتے ہیں، اہل وعیال پر خوب خرچ کرتے ہیں، اس دن کے لئے قربانی کا گوشت ذخیرہ کرتے ہیں اور معمول سے زیادہ قسم قسم کے کھانے پکاتے ہیں، ایک دوسرے سے خوب ملتے اور سلام ومصافحہ کرتے ہیں، مساجد ومزارات کی زیارت کرتے ہیں، اور سال بھر کی ضروریات اسی دن خریدتے ہیں، وغیرہ۔

ان کا ظہور رسول گرامی ﷺ کے زمانہ میں ہی ہوگیا تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا: ''اے محمد اللہ سے ڈریئے''، اور ''انصاف سے کام لیجئے کیونکہ آپ انصاف نہیں کررہے ہیں''، جیسا کہ صحیحین وغیرہ کی روایتوں میں ہے۔ نیز آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی پہچان بتائی تھی ''کہ تم اپنی عبادتوں کو ان کے بالمقابل حقیر جانو گے، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے آگے نہ جائے گا، وہ دین سے ایسے نکل گئے ہوں گے جیسے تیز ترین تیر شکار

سے پار ہوجاتا ہے، نیز وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے''۔ (بخاری ۳۳۴۴، ومسلم ۱۰۶۴)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ کوفہ میں دو قسم کے لوگ تھے: ایک شیعہ روافض جو حسین اور آل بیت کے حمایتی تھے اور ان کا سرغنہ مختار بن عبید کذاب تھا، اور دوسرے علی اور ان کی اولاد سے بغض رکھنے والے، جن کا سرغنہ حجاج بن یوسف ثقفی تھا۔ اور انہی دونوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی تھی:

''أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا''۔

ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک خونریز پیدا ہوگا۔

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جھوٹے (مختار بن عبید) کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے، اور میرا خیال ہے کہ خونریز یہی (حجاج بن یوسف) ہے۔ (مسلم ۲۵۴۵)۔

بلاشبہ روافض ونواصب دونوں کے اعمال افراط وتفریط پر مبنی ہیں جو سراسر بدعت وخرافات ہیں، ان تمام چیزوں کا ماہ محرم بلکہ اسلام ہی سے کوئی تعلق نہیں ہے، واللہ اعلم۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: منہاج السنۃ ۴/ ۵۵۴، والبدع الحولیہ، ص ۱۱۱)۔

یہ کتاب وسنت کے دلائل اور فہم سلف کی روشنی میں ماہ محرم، اس کی حرمت، فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات سے متعلق مختصراً چند باتیں ہیں۔

اخیر میں اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو اس عظیم الشان مہینہ کی حرمت وعظمت کا پاس و لحاظ رکھنے، اس کے احکام ومسائل پر عمل کرنے بالخصوص عاشوراء کے روزہ کا اہتمام کرنے اور ساتھ ہی اس ماہ میں مروجہ بدعات ومنکرات اور شرکیات سے بالکلیہ اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ وصلی اللہ و سلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

وکتبہ: اخوکم فی الدین/عنایت اللہ مدنی (۱۵/ ۹/ ۲۰۱۸ء)

ہماری اہم مطبوعات

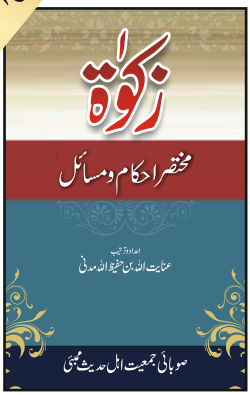

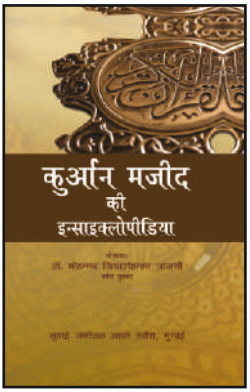

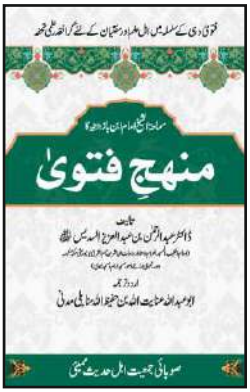

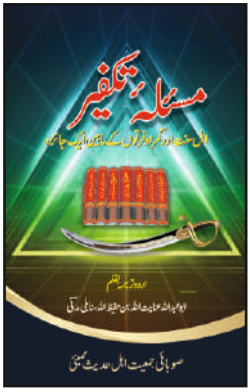

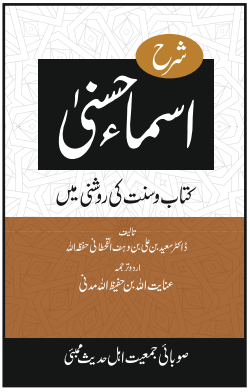

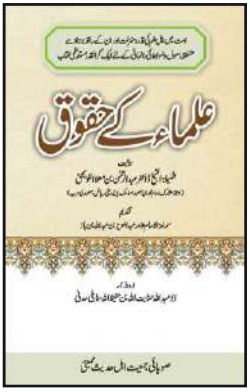

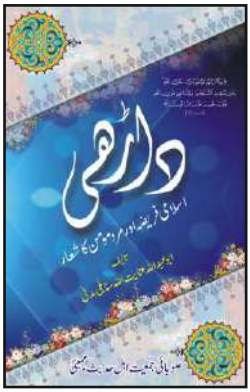

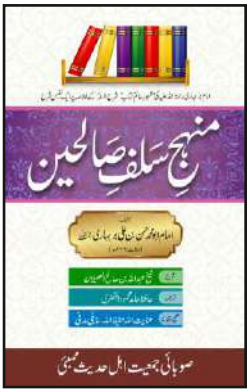

A1 Grafix Studio : +91-9819189965

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400070

● Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com

@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.org